جناب بلال عبدالحئی حسنی ندوی

عالمی حالات میں دینی مدارس کا کردار

اسلام دشمن طاقتوں نے شاید یہ حقیقت سمجھ لی ہے کہ جب تک مدارس باقی ہیں اس وقت تک مسلمان باقی ہیں، ان طاقتوں نے یہ بھی سمجھ لیا ہے کہ مسلمان مدرسوں سے ایسے مربوط ہیں کہ ان کو مدرسوں سے الگ کرنا دشوار ترین کام ہے، اس کا تجربہ کر کے وہ دیکھ چکے ہیں، وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ مدارس پر براہِ راست اٹیک بھی نہیں کیا جاسکتا، مسلمانوں کے لیے اس کا برداشت کرنا مشکل ہے اور شاید اس سے بات اور بگڑ جائے، اس لیے انہوں نے اس کی نئی حکمتِ عملی اختیار کی ہے، اور وہ یہ ہے کہ مدارس کو ان کے راستہ سے ہٹا دیا جائے، مدرسوں کے نام باقی رہے لیکن وہ اپنی افادیت کھودیں، سانپ بھی مرجائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔

اس حکمت عملی کو لے کر کھلے دشمن بھی ہمارے سامنے ہیں اور وہ مار آستین بھی ہیں جو ہمہ وقت ڈسنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ یورپ و امریکہ نے ایک ایسی نسل تیار کر دی ہے جو خالص مغربی ذہن رکھنے والی ہے، ان کی ایسی تربیت کی گئی ہے کہ اس کے علاوہ سوچنے پر تیار نہیں، بعض نام نہاد ''علماء'' بھی ان کے لئے میں لئے ملانے لگے ہیں، ایک ''خود ساختہ عالم'' نے تو انتہاء کر دی اور انکے قلم سے ایسے جملے نکل گئے کہ کسی عام مسلمان کے بارے میں اس کا تصور مشکل تھا، چہ جائیکہ ایک عالم اور مفکر کے قلم سے، یہ بات نقل کرنے کی نہیں لیکن اس سے مغرب زدہ بلکہ عیسائیت زدہ ذہنیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ ان کے نزدیک اب نظام بدلنے کی ضرورت ہے، اب کسی حد تک ''یورپین ماڈل'' اختیار کرنا چاہئے تاکہ مسلمان دنیا کے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر چل سکیں۔ یہ بات انہوں نے ڈھکے چھپے نہیں بلکہ کھلے لفظوں میں لکھ دی ہے، ان کے نزدیک اسوۂ رسول ﷺ کے حدود ہیں، آگے اور بھی ضرورتیں ہیں ان کو سمجھنا چاہئے، کسی مدرسہ کا فاضل یہ نہیں کہہ سکتا، اچھی بات یہ ہے کہ موصوف خود ساختہ پرداختہ ہیں۔

اب تک یورپ نے ایسے لوگ تیار کیے تھے جو اپنی وضع قطع سے بھی خالص یورپین ہی دکھائی دیتے تھے اب اس نے ایسے لوگوں تک سینڈ لگائی ہے جو ظاہری طور پر چھطع مقطع نظر آتے ہیں۔

ایسے تمام لوگوں کو یورپ نے ایک ہی بولی سکھائی ہے اور وہ یہ کہ مدارس میں تبدیلی کی ضرورت ہے، ظاہر ہے کہ اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے معمولی تبدیلیاں تو ہوتی چلی آئی ہیں اور قیامت تک ہوتی رہیں گی لیکن مدارس کے مزاج کو تبدیل کر دیا جائے اور اسکو دوسرے رنگ و آہنگ کے ساتھ جوڑ دیا جائے یہ مدارس کیلئے ازالۂ حیثیت عرفی کے مترادف ہے۔

اسلام دشمنوں کی نئی حکمت عملی یہ ہے کہ مدارس کو ان کے اس مقصد سے پھیر دیا جائے، تاکہ اسلام کے مضبوط

قلعہ میں شگاف پڑ جائے، اس کے لیے انہوں نے مختلف حربے اختیار کیے ہیں، کہیں وہ مال کی لالچ دے کر نظام تبدیل کرنے کے خواہاں ہیں، اور بڑی ہمدردی کا لبادہ اوڑھ کر وہ اپنی بات کو بڑی اہمیت کے ساتھ پیش کرتے ہیں، کہیں ان کو دہشت گردی کا اڈہ بتا کر اس سے کھلواڑ کرنا چاہتے ہیں اور یہ بات میڈیا میں اس زور کے ساتھ کہی جاتی ہے کہ اچھے اچھے لوگ غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں، کہیں کہیں اس کے لیے ایسی شکلیں اختیار کی جاتی ہیں کہ تنگ آمد بجنگ آمد کی مثل صادق آتی ہے اور پھر ان پر تنگ نظری اور شدت پسندی کے الزامات عائد کیے جاتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں اہل مدارس کی ذمہ داریاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ ایک طرف ان کو پورے صبر وضبط کا مظاہرہ کرنا ہے اور دوسری طرف اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ مدارس کے کردار کو متاثر نہ ہونے دیا جائے، مدارس کے سامنے جو اصل مقصد ہے وہ ہمیشہ پیش نظر رہے اور اس کے لیے بہتر سے بہتر تدبیریں اختیار کی جائیں۔ تیسری اہم بات یہ ہے کہ اندرونِ خانہ ایسی کوئی بات نہ سامنے آئے جو شماتتِ اعداء کا ذریعہ بنے اس کے لیے بڑی احتیاط اور قدرے زہد کی ضرورت ہے۔

مدارس کا شروع سے اپنا ایک مزاج تھا جس میں خاص طور پر صبر وضبط اور زہد وتقویٰ کی آمیزش تھی، دارارقم ہو یا صفۂ نبوی ﷺ، ان کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ تعلیم اور تزکیہ دونوں چیزیں شانہ بشانہ چل رہی تھیں، یہاں وہی لوگ آتے تھے جو کچھ سوچ چکے ہوتے تھے ورنہ ؎

جس کو ہو جان ودل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں

مدارس میں انہی لوگوں کا کام ہے جو یہ یقین رکھتے ہوں کہ ؎

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

اگر ان ہی صفات کے ساتھ مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان مدارس کو باقی رکھا جائے گا تو انشاء اللہ انہی مدارس سے وہ مطلوبہ صفات رکھنے والے علماء تیار ہوتے رہیں گے جن کی زمانہ کو ضرورت ہے جو زمانہ کی نبض پہچانتے ہیں اور حالات سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ رکھتے ہیں جن کے ضمیر کو کوئی چیلنج نہیں کر سکتا، جن کی دنیا میں کوئی قیمت لگائی نہیں جا سکتی۔

ایک اہم ترین بات یہ ہے کہ ان خفیہ راستوں کو پہچاننے اور ان پر نگاہ رکھنے کی ضرورت ہے جہاں سے مدارس اور اہل مدارس کو نشانہ بنایا جا رہا ہے ان کی کردار کشی کی جا رہی ہے اندرونِ خانہ داخل ہو کر اور مدرسہ کا لبادہ اوڑھ کر پورے نظام کو تہس نہس کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں، معمولی اختلافات کو ہوا دے کر تفرقہ اندازی کی جا رہی ہے اور ان کو مختلف صفوں میں بانٹا جا رہا ہے۔ اگر اہل مدارس اور علماء نے ان سازشوں کو نہ سمجھا اور ان کو بے نقاب کرنے کی انتھک کوششیں نہ کیں تو صرف مدارس ہی نہیں بلکہ اس ملک میں خاص طور پر مسلمانوں کے وجود کو خطرہ ہے، اس لیے ایک طرف عوام کی ذمہ داری ہے کہ وہ طبقۂ علماء اور مدارس پر اعتماد کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور دوسری طرف اس سے بڑی ذمہ داری علماء واہل مدارس کی ہے کہ وہ پوری بصیرت کے ساتھ مدارس کو اسی مزاج کے ساتھ قائم رکھیں جو اس کا امتیاز ہے اور لاشعور میں بھی ایسی سازش کا شکار نہ ہونے پائیں جس کا نقصان پوری امت کو بھگتنا پڑے۔